مولانا حکیم محمود احمد ظفر سیالکوٹی
رفیقِ اعزازی الحق

اسلام کا تصوّر نبوّت

گذشتہ سے پیوستہ

نبی اور بشریت

نبی ان تمام صفات کے ساتھ ساتھ کوئی مافوق البشر ہستی نہیں ہوتا بلکہ وہ بھی ایک بشر ہی ہوتا ہے۔ وہ عام انسانوں کی طرح پیدا ہوتا ہے۔ اس پر بچپن آتا ہے۔ جوانی آتی ہے۔ اور بڑھاپے کی منازل سے بھی اس کو گذرنا پڑتا ہے۔ وہ کھاتا بھی ہے، پیتا بھی ہے۔ شادی بھی کرتا ہے، اس کے ہاں اولاد بھی ہوتی ہے۔ مختلف اوقات میں رنج و غم سے بھی اس کو دوچار ہونا پڑتا ہے۔ خوشی اور مسرت کے لمحات بھی اس پر آتے ہیں۔ کبھی میدانِ کارزار میں اس کو دیکھا جاتا ہے۔ تو کبھی غریبوں، بیواؤں اور یتیموں کی غم خواری میں اسکی حالت غیر ہو جاتی ہے۔ کبھی وہ عام انسانوں کی طرح اپنی بیویوں کے ساتھ گھر میں ہوتا ہے۔ گھر کے کام کاج بھی کرتا ہے۔ دودھ بھی دھو لیتا ہے۔ جھاڑو بھی دے لیتا ہے۔ آٹا بھی گوندھ لیتا ہے۔ اور کبھی کبھی جوتا بھی گانٹھ لیتا ہے۔ اور کبھی اپنے دوستوں اور ساتھیوں کے ساتھ مسجد کی تعمیر اور خندق کی کھدوائی میں برابر کا کام کرتا ہے۔ بلکہ کام کرتے کرتے بھوک کی وجہ سے اگر ساتھیوں کے پیٹ پر ایک پتھر بندھا ہوتا ہے تو اس کے پیٹ پر دو۔ ذکرِ اللہ اور عبادتِ الٰہی میں مصروف ہوتا ہے۔ تو اس قدر استغراق اور توجہ الی اللہ اُسے حاصل ہوتی ہے، کہ پوری انسانیت میں کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ نماز پڑھنے پہ آتا ہے۔ تو قیام، رکوع اور سجود اس قدر لمبے کرتا ہے کہ اس کے پاؤں بھی متورم ہو جاتے ہیں۔ روزہ رکھنے پہ آتا ہے، تو وصال کے روزے رکھنے شروع کر دیتا ہے، لیکن کسی مقام پہ بھی نہ اس کو کبھی یہ خیال آتا ہے۔ کہ میں کوئی فوق البشر ہستی اور نہ ہی وہ کسی کو یہ خیال آنے دیتا ہے۔ وہ بار بار اپنی بشریت کا اظہار کرتا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ میں اس عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت ابال ابال کر کھایا کرتی تھی[1]۔

---

[1] رواہ ابن جوزی عن ابن مسعودؓ

کبھی کہتا ہے کہ میری تعظیم میں غلو نہ کرو جس طرح کہ نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی شان میں غلو سے کام لیا ہے۔ میں تو صرف اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں[۱]۔ کبھی کہتا ہے کہ مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو[۲]۔ کبھی کبھی قرآن کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتا ہے کہ :

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ[۳] — اے رسول کہہ دو کہ بیشک میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں کہ وحی ہوتی ہے مجھ کو۔

قُلْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا[۴] — نہیں ہوں میں مگر ایک بشر جو رسول بھی ہے۔

کبھی نماز میں بھول جاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ دیکھو " انسی کما تنسون " میں تمہاری طرح بھول بھی جاتا ہوں۔ مجھے اونگھ اور نیند بھی آتی ہے۔ وہ صرف میرا رب ہے۔ جو نہ بھولتا ہے۔ اور نہ اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند، وہ نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے۔ وہ "صمد" ہے، سب اس کے محتاج ہیں اور وہ کسی کا محتاج نہیں۔ سب اس کے دروازے پر اپنی اپنی حاجتیں لئے کھڑے ہیں۔ اور وہ سب کی حاجتوں کو پورا کرتا ہے۔

پھر کبھی میدان میں زخم کھاتا ہے۔ کبھی دانت شہید کرواتا ہے۔ کبھی دشمن اس کو بڑے بڑے لوہے کے آروں سے چیرتے ہیں۔ اور وہ اللہ کا نام لیتے لیتے چیر جاتا ہے۔ اور بتاتا ہے، کہ دیکھو میں چرا بھی جا سکتا ہوں۔ غرضیکہ اپنے ہر عمل، اپنے ہر قول اور اپنی ہر نشست و برخاست سے وہ یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ میں تم ہی جیسا ایک بشر ہوں، صرف اللہ کی وحی میری طرف ہوتی ہے۔ میں اس کا پیغام بر ہوں۔ اس کی باتیں سنتا ہوں، پہلے خود اس کے مطابق عمل کرتا ہوں۔ پھر تم کو وہ باتیں بتاتا ہوں۔ اور اپنے عمل کے عکس اور طاقت سے پھر ان باتوں پر تم سے بھی عمل کرواتا ہوں۔ مجھے حق تعالیٰ کی خدائی میں ذرہ برابر بھی شرکت نہیں۔ میرا کام صرف بغیر کسی ردّ و بدل کے حق تعالیٰ کے احکام کو پہنچا دینا ہے۔ مجھے یہ حق نہیں ہے کہ میں اس پیغام میں اپنی طرف سے کچھ تبدیلی کر سکوں۔ جس طرح تم اللہ کے احکام پر عمل کرنے کے لئے مامور ہو۔ اسی طرح میں بھی مامور ہوں۔ بلکہ میرے لئے ان احکام پر پہلے عمل کرنا ضروری ہے۔ تاکہ میں اپنے اسوہ حسنہ سے تمہیں یہ بتا سکوں کہ اللہ تعالیٰ کے احکام ایسے نہیں ہیں جن پر عمل کرنا ممکن نہ ہو۔

اگر غور و فکر کیا جائے تو نبی کا سب سے بڑا کمال ہی اس کا انسان اور بشر ہونا ہے، کیونکہ وہ انسانوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اصلاح کے لئے صرف علم ہی کافی نہیں بلکہ احساس کی بھی

۱۔ رواہ البخاری ۲۔ رواہ البخاری ۳۔ القرآن : بنی اسرائیل ۴۔ القرآن : بنی اسرائیل

ضرورت ہے۔ جو بھوکا نہیں رہ سکتا وہ ایک بھوکے کی بھوک کا احساس کیسے کر سکتا ہے۔ جو غم نہ کھا سکتا ہو وہ ایک غم زدہ کی تسلی خاطر بھی نہیں کر سکتا۔ جو اہل وعیال کے جھمیلوں سے آزاد ہو وہ ایک متاہل آدمی کی ضرورت کا احساس نہیں کر سکتا ہے۔ جو انسانی فطرت کی کمزوریوں سے آشنا نہ ہو وہ ان کمزوریوں پر چشم پوشی بھی نہیں کر سکتا۔ اسی لئے اللہ کے احکام پر عمل کرنے کے لئے قوم کے سامنے اس عمل کا جو نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔ وہ اس کے پیغمبر کی زندگی ہوتی ہے۔ اور قوم سے کہا جاتا ہے کہ دیکھو یہ احکام جو تمہیں دئے جا رہے ہیں یہ کوئی ایسے احکام نہیں ہیں جن پر ایک انسان عمل نہ کر سکے۔ انسانی کمزوریوں کو مدِ نظر رکھ کر ہم نے یہ احکام تم پر نازل کئے ہیں۔ اور ان پر عمل کرنے کا طریقہ بھی ہم تمہیں بتا دیتے ہیں۔ تاکہ تمہیں عمل کی دنیا میں مشکل نہ ہو۔ یہ ہماری شفقت ہے۔ اور ہماری رحمت کا تقاضا ہے۔ اور وہ طریقہ ہے تمہارے نبی اور رسول کا طریقہ۔ وہی تمہارے لئے اسوۂ حسنہ ہے جس طریقہ سے وہ عمل کرتا ہے۔ تم بھی اسی طریقہ سے عمل کرو۔ اس سے ایک تو عمل تمہارے لئے آسان ہو جائے گا۔ اور دوسرے وہ طریقہ چونکہ ہمارا بتایا ہوا ہے۔ لہٰذا اس سے عمل کا مقصود یعنی ہماری رضا جلدی حاصل ہوگی۔

یہی نہیں بلکہ رسولوں اور انبیاء کا انسان اور بشر ہونا ایک مستقل انعام قرار دیا جاتا ہے۔ اور بطور امتنان اور احسان کے امت کے سامنے اس کو پیش کیا جاتا ہے۔ جیسے فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ [1]

یہاں جس طرح رسول کی بعثت کو اور وہ بھی سرزمینِ عرب میں بطور احسان کے بیان کیا ہے۔ اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر اس کے انسان اور بشر ہونے کو امتنان اور احسان کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ بلکہ مختلف مواقع پر مختلف آیات میں مختلف طریقوں سے یہ بتایا کہ جو سلسلہ نبوت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے شروع ہو کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا، اس سلسلے کا کوئی رسول اور کوئی نبی ایسا نہ تھا جو انسان اور بشر نہ ہو۔ اس لئے کہ وہ انسانوں کی اصلاح کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اگر وہ خود انسان نہ ہوتے تو یہ نسلِ انسانی پر ایک بدنما داغ ہوتا کہ اشرف المخلوقات کی اصلاح کرنے والا خود اس نوع میں سے نہیں ہے۔ بلکہ

---

[1] القرآن: آل عمران

اس کا تعلق کسی اور نوع سے ہے۔ پھر وہ نوع انسانی کے لئے نمونہ بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ نمونہ کے لئے اسی نوع میں سے ہونا ضروری ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی بشریت کا مسئلہ صرف حدیثی مسئلہ نہیں۔ بلکہ قرآنی مسئلہ ہے۔ کیونکہ قرآن پاک ایک جگہ نہیں بلکہ متعدد جگہ مختلف انداز میں اس کا تذکرہ کرتا ہے۔ اس سے اگر اور تجاوز کیا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ مسئلہ ایک مشاہدہ کا بھی مسئلہ ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی پیدائش سے لیکر ان کے مدفون ہونے تک قریباً قریباً بشریت کے تمام ادوار میں سے انہیں گذرنا پڑتا ہے۔ جیسا کہ احادیث وسیر کی کتابوں میں بالتفصیل مذکور ہے۔ تو گویا جو آدمی انبیاء کی بشریت کا انکار کرتا ہے۔

وہ نہ صرف قرآن وحدیث کا منکر ہے۔ بلکہ اپنے مشاہدہ کا بھی انکار کرتا ہے۔ لیکن ہوا و خواہشات کے پردوں میں مستور لوگ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ جب تمام مخلوقات میں بشر ہی افضل و اشرف مخلوق ہے۔ تو پھر انبیاء کی بشریت کا انکار کر کے ان کو کس مخلوق میں شامل کیا جائے گا۔

افسوس ہے کہ بعض ناسمجھ اور مقام نبوت سے ناآشنا لوگ انبیاء علیہم السلام کو افضل ترین نوع سے نکال کر کسی نامعلوم نوع میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس پر پھر "حب رسول" کا دعویٰ ہے ؎

بسوخت عقل ز حیرت ایں چہ بوالعجبی است

اہل عرب بھی آجکل کے بعض ناسمجھ لوگوں کی طرح یہی سمجھتے تھے کہ انسان کی راہنمائی کے لئے انسان نہیں بلکہ انسان سے کوئی اونچی مخلوق ہونی چاہئے اور وہ مخلوق فرشتوں کی مخلوق ہے۔ لیکن قرآن حکیم نے بار بار اس خیال باطل کی تردید کی۔ اور صاف الفاظ میں کہا۔ اگر زمین میں فرشتے آباد ہوتے تو پھر فرشتوں کو ان کے پاس نبی اور رسول بنا کر بھیجا جاتا۔ لیکن چونکہ زمین پر بسنے والے فرشتے نہیں بلکہ انسان ہیں۔ لہذا ایک انسان ہی ان کا نبی اور رسول ہو سکتا ہے۔ اگر انسانوں میں فرشتہ بھی آتا تو وہ بھی انسانی ہیکل ہی میں آتا تو ایسی حالت میں تم اس فرشتہ کو فرشتہ کب مانتے۔

صفحہ ۱۵ سے آگے حق کیا ہے؟ اور کیا انہیں عوامی سطح پر اپنے ان خیالات کے اظہار کا حق ہے۔ جن سے پاکستان کے سواد اعظم اور عالم اسلام کے مسلمانوں کی دل آزاری ہو اور ملک میں افتراق وانتشار کی فضا پیدا ہونے کا امکان ہو۔ جس طرح اس ملک میں ان ذاتی نظریات کے پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی جن سے ملک کے استحکام اور بقاء کو خطرہ ہو، اسی طرح ان ذاتی نظریات کو پیش کرنے کی اجازت بھی نہیں دی جا سکتی جن سے اسلام اور مسلمانوں کے جذبات مجروح ہو سکتے ہوں۔